قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 4۔اپریل 2020ء | 10 شعبان 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ: 82

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَللّٰہُ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ ؕ لَیَجۡمَعَنَّکُمۡ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ ؕ وَ مَنۡ اَصۡدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیۡثًا ﴿۸۸﴾

(النّساء:88)

ترجمہ: اللہ۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ وہ ضرور تمہیں قیامت کے دن تک اکٹھا کرتا چلا جائے گا جس میں کوئی شک نہیں۔ اور اللہ سے زیادہ بیان میں اور کون سچا ہو سکتا ہے۔

فرمانِ رسول ﷺ

دعائے مغفرت

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِی خَطِیْئَتِی، وَجَھْلِی، وَإِسْرَافِی فِی أَمْرِی، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّی، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِی هَزْلِی، وَجِدِّی، وَخَطَایَایَ، وَعَمْدِی، وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِی۔

ترجمہ: اے اللہ! میری خطاؤں کو معاف فرما اور میری نادانی کو اور میری کسی معاملہ میں زیادتی کو اور ان باتوں کو جن کا تو مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے۔ اے اللہ! معاف فرما میرے مزاح اور سنجیدگی کو اور میری خطاؤں کو میرے ارادہ میں جو کچھ ہے اس کو اور اس سب کو جو مجھ سے سرزد ہوا۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر:6399)

فرمان خلیفہ وقت

نئی ایجادات کا بہترین استعمال

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

’’اس زمانے میں احمدی خوش قسمت ہیں کہ جہاں اللہ تعالیٰ نے جدید سہولتیں اور ایجادات پیدا فرمائیں وہاں احمدیوں کو بھی ان سے نوازا۔ دین کی اشاعت کے لئے جماعت کو بھی یہ سہولت مہیا فرمائی۔ ٹی وی، انٹرنیٹ اور ویب سائٹس وغیرہ پر جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا کلام آج موجود ہے جس پر ہم جب چاہیں پہنچ سکتے ہیں۔ مختلف بڑی زبانوں میں ان کو دیکھ بھی سکتے ہیں اور سن بھی سکتے ہیں وہاں خلیفۂ وقت کے نصائح اور خطابات بھی وہاں سن پڑھ سکتے ہیں جو قرآن، حدیث، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام پر ہی مشتمل ہوتے ہیں۔ اور انہی پر بنیاد ہے اس کی جو دنیا میں آج ایم ٹی اے کے ذریعہ سے ہر جگہ پہنچ رہا ہے۔ جس نے جماعت کو اِکائی بننے کا ایک نیا انداز دیا ہے۔ پس آپ میں سے ہر ایک کو اس بات کو سامنے رکھنا چاہئے اور اس کی ہر ایک کو ضرورت ہے کہ ایم ٹی اے سے اپنا تعلق جوڑیں تا کہ اس اکائی کا حصہ بن سکیں۔ ہر ہفتہ کم از کم خطبہ سننے کی طرف خاص توجہ دیں۔ ہر گھر اپنے گھروں کے جائزے لے کہ کیا گھر کے ہر فرد نے یہ سنا ہے یا نہیں۔ اگر بیوی سنتی ہے اور خاوند نہیں تو تب بھی فائدہ نہیں اگر باپ سنتا ہے اور ماں اور بچے نہیں سن رہے تب بھی کوئی فائدہ نہیں۔ یہ انتظام جو اللہ تعالیٰ نے ایک اکائی بننے کے لئے پیدا فرمایا ہے اس کے لئے ایک وقت میں دنیا کے ہر کونے میں خلیفۂ وقت کی آواز پہنچ جاتی ہے اس کا حصہ بننے کی ہر احمدی کو ضرورت ہے۔ پس اس طرف توجہ کریں۔ اگر یہ پتا نہیں کہ کیا کہا جا رہا ہے تو اطاعت کس طرح ہو گی۔ باتیں سنیں گے تو اطاعت کے قابل ہوں گے۔ پس ان باتوں کی تلاش کریں جن کی اطاعت کرنی ہے ورنہ تو یہ صرف دعویٰ ہے اور صرف ظاہری اعلان ہے کہ آپ جو بھی معروف فیصلہ کریں گے اس کی پابندی کرنی ضروری سمجھوں گا یا عورت ہے تو ضروری سمجھوں گی۔ یا اجتماعوں پر کھڑے ہو کر یا بیعت کے وقت یہ اعلان کر دیں کہ خلافت احمدیہ کے استحکام کی ہم کوشش کرتے رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہر گھر اس طرف توجہ دینے والا ہو اور اللہ تعالیٰ نے ہماری تربیت کے لئے جو سہولت مہیا فرمائی ہے ہم اس سے بھرپور استفادہ کرنے والے ہوں۔‘‘ (خطبہ جمعہ مورخہ 9۔اکتوبر 2015ء)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

سچا اور کامل فیض استقامت سے وابستہ ہے

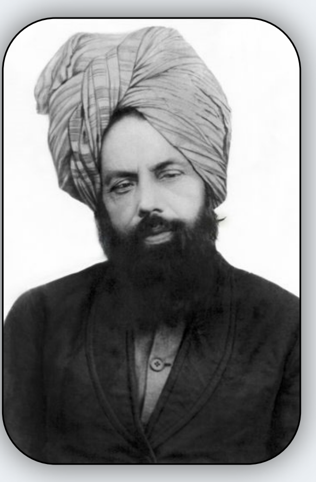

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’جو اپنی زندگی کی خدا کی راہ میں قربانی دے کر اور اپنا تمام وجود اس کی راہ میں وقف کر کے اور اس کی رضا میں محو ہو کر پھر اس وجہ سے دعا میں لگے رہتے ہیں کہ تاجو کچھ انسان کو روحانی نعمتوں اور خدا کے قرب اور وصال اور اس کے مکالمات اور مخاطبات میں سے مل سکتا ہے وہ سب ان کو ملے اور اس دعا کے ساتھ اپنے تمام قویٰ سے عبادت بجا لاتے ہیں اور گناہ سے پرہیز کرتے اور آستانۂ الٰہی پر پڑے رہتے ہیں اور جہاں تک ان کے لئے ممکن ہے اپنے تئیں بدی سے بچاتے ہیں اور غضب الٰہی کی راہوں سے دور رہتے ہیں۔ سو چونکہ وہ ایک اعلیٰ ہمت اور صدق کے ساتھ خدا کو ڈھونڈتے ہیں۔ اس لئے اس کو پالیتے ہیں اور خداتعالیٰ کی پاک معرفت کے پیالوں سے سیراب کئے جاتے ہیں۔ اس آیت میں جو استقامت کا ذکر فرمایا یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ سچا اور کامل فیض جو روحانی عالم تک پہنچاتا ہے،کامل استقامت سے وابستہ ہے اور کامل استقامت سے مراد ایک ایسی حالت صدق و وفا ہے جس کو کوئی امتحان ضرر نہ پہنچا سکے۔ یعنی ایسا پیوند ہو جس کو نہ تلوار کاٹ سکے نہ آگ جلا سکے اورنہ کوئی دوسری آفت نقصان پہنچا سکے۔ عزیزوں کی موتیں اس سے علیحدہ نہ کر سکیں۔ پیاروں کی جدائی اس میں خلل انداز نہ ہو سکے۔ بے آبروئی کا خوف کچھ رعب نہ ڈال سکے۔ ہولناک دکھوں سے مارا جانا ایک ذرہ دل کو نہ ڈرا سکے۔ سو یہ دروازہ نہایت تنگ ہے۔ اور یہ راہ نہایت دشوار گذار ہے۔ کس قدر مشکل ہے۔ آہ! صد آہ!!‘‘ (اسلامی اصول کی فلاسفی ،روحانی خزائن جلد10 صفحہ 382)

حضرت اقدسؑ کے دو الہامات

- ’’ایک شخص کی موت کی نسبت خدائے تعالیٰ نے اعدادِ تہجی میں مجھے خبر دی جس کا ماحصل یہ ہے کَلۡبٌ یَمُوۡتُ عَلٰی کَلۡبٍ یعنی وہ کتا ہے اور کتے کے عدد پر مرے گا جوباون سال پر دلالت کر رہے ہیں یعنی اس کی عمر باون سال سے تجاوز نہیں کرے گی۔جب باون سال کے اندر قدم دھرے گا تب اسی سال کے اندر اندر راہِ ملک بقا ہوگا۔‘‘ (تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ145)
- ’’میں نے دیکھا کہ ایک بلی ہے اور گویا کہ ایک کبوتر ہمارے پاس ہے وہ اس پر حملہ کرتی ہے باربار ہٹانے سے باز نہیں آتی تو آخر میں نے اس کا ناک کاٹ دیا ہے اور خون بہہ رہا ہے پھر بھی باز نہ آئی تو میں نے اسے گردن سے پکڑ کے اس کا منہ زمین سے رگڑنا شروع کیا باربار رگڑتاتھالیکن پھر بھی سر اٹھاتی جاتی تھی تو آخر میں نے کہا کہ آؤ اسے پھانسی دے دیں‘‘

(تذکرہ ایڈیشن چہارم صفحہ402-403)

اس شمارہ میں

- دربارِ خلافت ۔ اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ
- نظم ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ
- حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی کرونا وائرس کے متعلق ہدایات
- فاتحہ خوانی، قل، چہلم اور ختم قرآن کی رسوم سے اجتناب
- حضرت قاضی فیروز الدینؓ

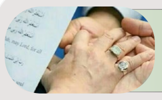

دربارِ خلافت

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’ہر احمدی کو ہر وقت یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ اس کے دل کا اطمینان اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں ہی ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی ضمانت بھی دی ہے۔ دنیا میں بہت ساری چیزیں بیچنے والے، مارکیٹ کرنے والے، دنیاوی چیزیں بنانے والے بڑے بڑے اشتہار دیتے ہیں کہ ہماری فلاں چیز خریدو تو 100فیصدی سکون یا Satisfactionمل جائے گی، تسلی ہوگی، لیکن کبھی ہوتی نہیں۔ جتنا بڑا چاہے کوئی دعویٰ کرے۔ لیکن اللہ تعالیٰ یہ ضمانت دیتا ہے کہ میرا ذکر کرنے والوں کو، حقیقی طور پر میرا ذکر کرنے والوں کو، ان حکموں پر عمل کرنے والوں کو میں اطمینان قلب دوں گا۔ دل کو چین اور سکون ملے گا۔ جیسا کہ فرمایا اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد:29) یعنی سمجھ لو کہ اللہ کی یاد سے ہی دل اطمینان پاتے ہیں۔ اور یہ ذکر نمازوں کے علاوہ بھی ہونا چاہئے۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہر وقت اللہ کی یاد یہ ذکر ہی ہے۔ اگر اللہ کا خوف دل میں رہے تو آدمی مختلف دعائیں مختلف وقتوں میں پڑھتا رہتا ہے۔ کئی کام اس لئے نہیں کرتا کہ اللہ کا خوف آ جاتا ہے۔ تو اس بارے میں بھی اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتا دیا ہے کہ اللہ کا ذکر صرف نمازوں میں نہیں بلکہ اس کے علاوہ بھی ہے۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا چاہئے۔ ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ (آل عمران:192) یعنی عقلمند انسان اور مومن وہی ہیں جو کھڑے اور بیٹھے اور پہلوؤں پر لیٹے ہوئے بھی اللہ کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ ہر وقت ان کے دل میں اللہ کی یاد ہوتی ہے۔ یہ صحیح مومن کی نشانی ہے کیونکہ اس ذکر سے ایمان بھی بڑھتا ہے اور انسان میں جرأت بھی پیدا ہوتی ہے۔ ایک اور جگہ اس بارے میں فرماتا ہے کہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِيْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ (الانفال:46) یعنی اے مومنو! جب تم کسی گروہ کے، کسی فوج کے مقابلہ پر آؤ تو قدم جمائے رکھو۔ اللہ کو بہت یاد کیا کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ پس کسی برائی کے مقابلے پر کھڑا ہونے کے لئے، دل میں جرأت پیدا کرنے کے لئے، اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کرنے کے لئے، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا بہت ضروری ہے۔ شیطان بھی انسان کا بہت بڑا دشمن ہے۔ آج کی دنیا میں دجل کے مختلف طریقے ہیں۔ دجل مختلف قسم کی فوجوں کے ساتھ حملہ آور ہو رہا ہے اور ہمارے ترقی پذیر یا کم ترقی یافتہ ملکوں کے لوگ ان ترقی یافتہ ملکوں میں آکر بھی اور اپنے ملک میں بھی ان کے حملوں کی وجہ سے ان کے زیر اثر آ جاتے ہیں۔ اور اس نام نہاد Civilized Society کی برائیاں فوراً اختیار کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ پس اُن کے حملوں سے بچنے کے لئے اور ہر قسم کے کمپلیکس(Complex)سے، احساس کمتری سے اپنے آپ کو آزاد رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا ذکر انتہائی ضروری ہے۔ اسی سے دلوں میں جرأت پیدا ہو گی، پاک تبدیلی پیدا ہو گی۔

اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’اللہ تعالیٰ کا ذکر ایسی شے ہے جو قلوب کو اطمینان عطا کرتا ہے۔‘‘ فرمایا ’’پس جہاں تک ممکن ہو ذکر الٰہی کرتا رہے اسی سے اطمینان حاصل ہو گا۔ ہاں اسکے واسطے صبر اور محنت درکار ہے۔ اگر گھبرا جاتا اور تھک جاتا ہے تو پھر یہ اطمینان نصیب نہیں ہوسکتا‘‘۔

(ملفوظات جلد 4صفحہ 239-240 جدید ایڈیشن)

پس مستقل مزاجی سے اللہ کا ذکر کرنا چاہئے۔ اگر بے صبری دکھائی جائے تو پھر اطمینان نصیب نہیں ہوتا۔ اگر بے صبری دکھاؤ گے تو پھر شیطان کے مقابلے کی طاقت نہیں رہے گی۔ اگر راستے میں ہی چھوڑ دو گے پھر پاک تبدیلیاں پیدا نہیں ہو سکیں گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد:29) کی حقیقت اور فلاسفی یہ ہے کہ: ’’جب انسان سچے اخلاص اور پوری وفاداری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے اور ہر وقت اپنے آپ کو اس کے سامنے یقین کرتا ہے اِس سے اُسکے دل پر ایک خوف عظمت الٰہی کا پیدا ہوتا ہے۔ وہ خوف اُسکو مکروہات اور منہیات سے بچاتا ہے اور انسان تقویٰ اور طہارت میں ترقی کرتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4صفحہ 355 جدید ایڈیشن)

پس اس معاشرے کی بے شمار مکروہات ہیں، جیسا کہ میں پہلے بتا آیا ہوں ان سے بچنے کے لئے ذکرالٰہی بہت ضروری ہے‘‘ (خطبہ جمعہ مورخہ 5مئی2006ء)

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه

بہار باغ و چمن لَا اِلٰه اِلَّا اللّٰه
نکھارِ سرو و سمن لَا اِلٰه اِلَّا اللّٰه

تمام ارض و سما میں ہے روشنی اس کی
ہے مہرِ حق کی کرن لَا اِلٰه اِلَّا اللّٰه

یہی ہے جس کی اذانوں سے گونج اٹھے ہیں
یہ کوہسار و دمن لَا اِلٰه اِلَّا اللّٰه

مٹایا ظلمتِ باطل کو آنِ واحد میں
ہوا جو جلوہ فگن لَا اِلٰه اِلَّا اللّٰه

سکونِ قلب میسر ہو لاجرم اس سے
دوائے حزن و محن لَا اِلٰه اِلَّا اللّٰه

حصول خیر کا موجب نجات کا باعث
شفائے روح و بدن لَا اِلٰه اِلَّا اللّٰه

وہ آفتاب رسالت محمدؐ عربی
شہ زمین و زمن لَا اِلٰه اِلَّا اللّٰه

کسی کا حسن مری آنکھ میں نہیں جچتا
فقط ہے اس کی لگن لَا اِلٰه اِلَّا اللّٰه

وہ جس کے ذکر سے ہیں بالیقیں جِلا پاتے
دماغ و کان و دہن لَا اِلٰه اِلَّا اللّٰه

خدا کے فضل و کرم کا مُدام وارث ہو
مرا عزیز وطن لَا اِلٰه اِلَّا اللّٰه

ہے شادؔ نذرِ عقیدت یہ نغمۂ وحدت
برنگ شعر و سخن لَا اِلٰه اِلَّا اللّٰه

محمد ابراہیم شاد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی کرونا وائرس کے متعلق ہدایات

از: خطبہ جمعہ 20مارچ 2020ء

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اب میں آجکل جو وبا پھیلی ہوئی ہے اس کے بارے میں دنیا داروں کے جو تبصرے ہیں اور تجزیے ہیں وہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

فلپ جونسٹن ڈیلی ٹیلیگراف 18مارچ 2020ء میں یہ لکھتے ہیں کہ نیٹ فلکس اور اس طرح کے دیگر پلیٹ فارمز کی رپورٹ ہے کہ آجکل دکھائی جانے والی 2011ء کی ایک فلم بہت مقبول ہو رہی ہے جس کا نام کونٹیجن Contagion ہے اس کی کہانی میں ایک وارس کے پھیلاؤ طبی محققین اور صحت کے اداروں کی طرف اس بیماری کی شناخت اور اس پر قابو پانے کی شدید کوششوں معاشرتی نظم و ضبط ختم ہونے اور آخر میں اس کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے ویکسین متعارف کروانے کا ذکر ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ میں سوچتا ہوں کہ شاید ہمارا اس طرح دنیا کی تباہی کے موضوع پر بنی فلموں میں دلچسپی لینا ہمارے لمبا عرصہ رہنے والے استحکام اور ترقی کا نتیجہ ہے جو دنیا دار ترقی کر رہے ہیں اس کا نتیجہ ہے شاید جس کے بارے میں ہم میں سے اکثریت کا خیال ہے کہ یہ ترقی ہمیشہ رہے گی۔ یہ حیران کن ہے کہتا ہے کہ یہ حیران کن ہے کہ صرف دو ہفتوں کے دوران ہماری دنیا بالکل الٹ چکی ہے۔ لکھتا ہے آگے کہ ہمارے سارے منصوبے رک گئے ہیں اور مستقبل کے بارے میں ہماری امیدیں غیر یقینی ہیں۔ پھر آگے کہتا ہے کہ نہ تو سرد جنگ کے دوران ایٹمی جنگ کا خطرہ اور نہ ہی حالیہ پیش آنے والے مختلف معاشی بحرانوں کا ایسا اثر تھا جس طرح آج اس وبا سے ہو رہا ہے۔ یہاں تک کہ گذشتہ پھر لکھتا ہے آگے کہ یہاں تک کہ گذشتہ عالمی جنگ کے دوران بھی لوگ تھیٹرز اور سینما اور ریسٹورنٹ اور کیفے کلبوں اور پبز میں جاتے تھے۔ کم از کم یہ چیز تھی جو لوگوں کو میسر تھی لیکن ہم آجکل یہ بھی نہیں کر سکتے۔ پھر کہتا ہے کہ ہم میں سے بیشتر جو دوسری جنگ عظیم کے بعد کے پلے بڑھے ہیں ہم لوگوں نے ہمیشہ خوشحالی استحکام اور اطمینان کی توقع کی ہے جس کا پہلی نسلوں نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا اور نہ ہی وہ لوگ ایسے حالات میں تھے کہ اس بارے میں سوچتے۔ پھر آگے لکھتا ہے کہ امید ہے کہ سائنس اس بیماری کی ویکسین یا علاج لے کر ہمارے بچاؤ کے لئے آ جائے اور شاید ایسا ہو بھی جائے اور پھر لکھتا ہے کہ سیاٹل میں امریکہ میں آج انسانی رضاکاروں پر یہ تجربہ کا آغاز ہوا ہے لیکن کہتا ہے کہ بری خبر یہ ہے کہ یہ جاننے میں بھی مہینوں لگیں گے کہ اس ویکسین کا کوئی فائدہ بھی ہو گا یا نہیں۔ پھر آگے وہ لکھتا ہے کہ پوری تاریخ میں لوگوں نے اس طرح کے حالات میں اپنے عقیدے کا سہارا لے کر اپنے آپ کو ان حالات سے گزارا ہے جو پرانی تاریخ ہے کہ اگر ایسے حالات پیدا ہوئے خطرناک تو اپنے عقیدے کا سہارا لیا ہے انہوں نے اور اپنے حالات کو گزارا۔ اللہ کی طرف رجوع کیا تا کہ ان لوگوں اور ان کے پیاروں کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے اس کو کوئی مانیں اور مطلب دیں۔ لا مذہب پھر آگے یہ لکھتا ہے کہ لامذہب ایسے موقعوں پر ہمیشہ اپنے آپ کو تسلی دینے کے لئے ایک سیکولر انسانیت پسندانہ نظریہ اپناتے ہیں یہ بنیادی طور پر ایک روشن خیالی کا تصور ہے جو لامذہب اپناتے ہیں کہ انسانی کوششوں سے ان کا یہ نظریہ ہے کہ انسانی کوششوں سے قدرتی عمل کو ہمیشہ بہتر کیا جا سکتا ہے اور اسے تقدیر یا خدا کے قہر سے جوڑنا ضروری نہیں ہے۔ پھر کہتا ہے کہ ہم نے کتنی بار لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا کیونکہ سائنسدان کچھ حل نکال لیں گے چاہے وہ گلوبل وارمنگ کا مسئلہ ہو یا کوئی وبائی بیماری۔ ہمیں عنقریب یہ پتا چلنے والا ہے کہ آیا اس طرح امید رکھنا صحیح ہے یا نہیں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر کہتا ہے کہ میں پھر میں (دنیا دار ہے نہ خود) پھر میں شاید چرچ کی طرف واپس چلا جاؤں ابھی تو میں مذہب سے دور ہوں خدا سے دور ہوں اور جو بظاہر شواہد نظر آ رہے ہیں یہ ظاہر اس طرح کر رہے ہیں اور اگر یہ نہیں ہوتا جس طرح یہ سائنسدان کہہ رہے ہیں تو پھر ہمیں بھی سوچنا پڑے گا کہ چرچ کی طرف واپس جائیں مذہب کی طرف واپس جائیں۔ پس اس وائرس نے دنیا کو اس بات پر سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ خدا کی طرف رجوع کریں لیکن حقیقی خدا اور زندہ خدا تو صرف اسلام کا خدا ہے جس نے اپنی طرف آنے والوں کو راستہ دکھانے کا اعلان فرمایا ہے۔ ایک قدم بڑھانے والوں کو کئی قدم بڑھ کر ہاتھ پکڑنے کا اعلان فرمایا ہے اپنی پناہ میں لینے کا اعلان فرمایا ہے پس ان حالات میں ہمیں جہاں اپنے آپ کو سنوارنے کی ضرورت ہے اپنی تبلیغ کو مؤثر رنگ میں کرنے کی ضرورت ہے۔ دنیا کو اسلام کے بارے میں پہلے سے بڑھ کر متعارف کرانے کی ضرورت ہے اور پھر ہر احمدی کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ دنیا کو بتائے کہ اگر اپنی بقاء چاہتے ہو تو اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچانو۔ اگر اپنے بہتر انجام چاہتے ہو تو اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچانو کہ آخری زندگی کا انجام جو ہے وہی اصل انجام ہے۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور اس کی مخلوق کے حق ادا کرو۔

پس یہ ہمیشہ کوشش کرنی چاہئے اللہ تعالیٰ اس کی توفیق بھی ہر ایک کو عطا فرمائے۔ یہ آفات تو اب دنیادار بھی کہتے ہیں کہ اب بڑھتی چلی جانی ہیں اس لئے اپنے بہتر انجام کے لئے جیسا کہ میں نے کہا بہت ضرورت ہے کہ ہم بھی خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور دنیا کو بھی بتائیں کہ اصل انجام آخری زندگی کا انجام ہے جس کے لئے تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بہرحال آنا ہو گا۔ اس کے بارے میں ایک ماہر کی تنبیہ یہ ہے The Times میں چھ مارچ میں یہ مضمون شائع ہوا تھا۔ ایک ماہر نے یہ متنبہ کیا ہے کہ خطرناک وائرس کی جینیاتی تبدیلیوں کے عام ہونے کا بہت امکان ہے اور اس کے ساتھ چند برسوں میں ایک نئے کرونا وائرس کے دنیامیں پھیل جانے کا بھی امکان ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ ہر اگلا شاید تین سال کے بعد کوئی اور نئی بیماری آ جائے۔

پھر بلومبرگ نے بھی ایک مضمون لکھا وہ کہتا ہے کہ سائنسدان کرونا وائرس پر قابو پا سکتے ہیں لیکن وبائی امراض کے خلاف انسانیت کی جنگ نہ ختم ہونے والی جنگ ہے۔ انسانیت اور جرثوموں کے مابین ارتقاء کے دور میں کیڑے دوبارہ آگے آ رہے ہیں۔ ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کے مطابق 1970ء کے بعد سے اب تک پندرہ سو سے زیادہ نئے وائرس دریافت ہوئے ہیں اور اکیسویں صدی میں وبائی بیماریاں پہلے سے کئی زیادہ تیزی سے اور دور تک پھیل رہی ہیں۔ پھر کہتا ہے کہ اس سے پہلے جو محدود علاقوں میں رہنے والی وبائیں تھیں اب وہ بہت تیزی سے عالمی سطح پر بھی پھیل سکتی ہیں۔ بہرحال اس کی لمبی تفصیلات ہیں یہ تو ساری بیان نہیں ہو سکتیں لیکن اپنے انجام بخیر کے لئے جیسا کہ میں نے کہا ہمیں خدا تعالیٰ سے پہلے سے بڑھ کر تعلق پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق دے ہمیں۔ کرونا کی وباء کے بارے میں پہلے ہی میں ہدایت دے چکا ہوں یاددہانی بھی کروا دوں کیونکہ اب یہ تمام دنیا میں بڑی تیزی سے پھیل رہا ہے اور یہاں بھی اس کا اثر بہت زیادہ ہو رہا ہے۔ اب حکومت بھی اس بات پے مجبور ہو گئی ہے کہ اقدامات اٹھائے اور زیادہ سخت اقدامات اٹھائے۔ بڑے اقدامات اٹھائے۔ جب بیماریاں آتی ہیں وبائیں آتی ہیں تو ہر ایک کو اپنی لپیٹ میں لے سکتی ہیں اس لئے ہر ایک کو بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ حکومتی ہدایات پر عمل کریں۔ بڑی عمر کے لوگ بیمار لوگ یا ایسی بیماری میں مبتلا لوگ جن کا قوت مدافعت جسم کی کم ہو جاتی ہے ان کو بہت زیادہ احتیاط کرنے کی ضرورت ہے۔ بڑی عمر کے لوگ گھروں سے کم نکلیں اور یہی حکومت کا اعلان بھی ہے سوائے اس کے کہ بہت اچھی صحت ہو عموماً گھر میں رہنا چاہئے۔ مسجد میں آنے میں بھی احتیاط کریں یہاں۔ جمعہ بھی اپنے علاقے کی مسجد میں پڑھیں اور آج کی یہاں حاضری سے بھی لگ رہا ہے کہ اکثر لوگ جمعہ اپنے اپنے علاقوں میں ہی پڑھ رہے ہیں۔ سوائے اس کے کہ اس بات پر بھی حکومت کی طرف سے پابندی لگ جائے کہ جمعہ کے لئے gathering بھی نہ ہو۔ عورتیں عموماً مسجد میں آنے سے پرہیز کریں بچوں کے ساتھ آتی ہیں ان کو پرہیز کرنا چاہئے پھر عموماً ڈاکٹر بھی آجکل یہی کہہ رہے ہیں کہ اپنے جسم کی قوت مدافعت بڑھانے کے لئے اپنی آرام کو بھی پے بھی توجہ دینی چاہئے۔ اس کے لئے اپنی نیند کو پورا کرنا چاہئے اپنی نیند پوری کریں۔ خود بھی اور بچے بھی ایک بڑے آدمی کے لئے چھ سات گھنٹے کی نیند ہے بچے کے لئے آٹھ نو گھنٹے یا دس گھنٹے کی نیند ہے۔ اس طرف توجہ دینی چاہئے یہ نہیں کہ ساری رات بیٹھ کے ٹی وی دیکھتے رہے اور بارہ بجے تک اس کے بعد صبح اٹھ کے ایک تو نماز پے نہ اٹھ سکے پھر جلدی جلدی اٹھے چند گھنٹوں کے بعد کام پے جانا ہے اس کی مشکلات پھر سارا دن سستی پھر کمزوری پھر کام کی تھکاوٹ اور اسی وجہ سے پھر یہ بیماریاں جو ہیں حملہ بھی کرتی ہیں۔ اسی طرح بچوں کو بھی عادت ڈالیں جلدی سوئیں اور جلدی اٹھیں۔ آٹھ نو گھنٹے کی نیند پوری کر کے۔ پھر بازاری چیزیں کھانے سے بھی پرہیز کریں۔ ان سے بھی بیماریاں پھیلتی ہیں خاص طور پر یہ جو چپس وغیرہ کے پیکٹ ہیں یہ بچوں کو کھانے کے لئے لوگ دے دیتے ہیں یا ایسی چیزیں جو بنی ہوئی جس میں بعض پریزرو بھی ڈالے ہوتے ہیں یہ خطرناک ہیں صحت کے لئے ان سے پرہیز کرنا چاہئے یہ بھی انسانی جسم کو کمزور کرتے جاتے ہیں آہستہ آہستہ۔

پھر یہ بھی ڈاکٹر آجکل کہتے ہیں کہ پانی بار بار آجکل پینا چاہئے ضروری ہے کہ ایک گھنٹے بعد آدھے پونے گھنٹے بعد گھنٹے بعد ایک دو گھونٹ پی لیں یہ بھی بیماری سے بچنے کے لئے ایک ذریعہ ہے۔ ہاتھوں کو صاف رکھنا چاہئے اگر سینیٹائزر نہیں بھی ملتے تو ہاتھ دھوتے رہیں اور جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا کم از کم پانچ دفعہ وضو کرنے والے جو ہیں ان کو صفائی کا موقع مل جاتا ہے اس طرف توجہ کریں۔ چھینک کے بارے میں پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں مسجدوں میں بھی اور عام طور پر بھی اپنے گھروں میں بیٹھے ہوئے بھی رومال آگے رکھ کے ناک پر رکھ کے یا اب ڈاکٹر کہتے ہیں بعض کہ بازو اپنا سامنے رکھ کے اس پے چھینکیں تا کہ ادھر ادھر چھینٹے نہ اڑیں۔ بہرحال صفائی بہت ضروری ہے اور اس کا خیال رکھنا چاہئے لیکن آخری حربہ دعا ہے اور یہ دعا کرنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کے شر سے بچائے۔ ان تمام احمدیوں کے لئے بھی خاص طور پر دعا کریں جو اس بیماری میں مبتلا ہو گئے ہیں کسی وجہ سے یا ڈاکٹروں کو شک ہے کہ ان کو بھی یہ وائرس ہے یا کسی بھی اور بیماری میں مبتلا ہیں سب کے لئے دعا کریں۔

پھر اسی طرح کسی بھی بیماری کی کمزوری کی وجہ سے جیسا کہ میں نے کہا وائرس حملہ آور ہو جاتا ہے ان کے لئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ انہیں بھی بچا کے رکھے۔ عمومی طور پر ہر ایک کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ دنیا کو اس وبا کے اثرات سے بچا کے رکھے جو بیمار ہیں انہیں شفائے کاملہ عطا فرمائے اور ہر احمدی کو شفاء عطا فرمانے کے ساتھ ساتھ ایمان اور ایقان میں بھی مضبوطی پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت مرزا بشیر احمدؓ

تبرکات

فاتحہ خوانی اور قُل اور چہلم اور ختم قرآن کی رسوم سے ہماری جماعت کو اجتناب کرنا چاہئے

کچھ عرصہ سے بلکہ غالباً چند صدیوں سے مسلمانوں میں بعض غیر مسنون رسوم راہ پا گئی ہیں جنہیں عام مسلمان اور خصوصاً اہل سنت و الجماعت سے تعلق رکھنے والے مسلمان اپنے بزرگوں اور عزیزوں اور دوستوں کی موت فوت کے مواقع پر ایسے رنگ میں اور اس پابندی کے ساتھ اختیار کرتے ہیں کہ گویا وہ اسلامی تعلیم اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا حصہ ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید اور حدیثِ رسولِ مقبول اور سنتِ خلفائے راشدین بلکہ بعد کے جلیل القدر آئمہ کے مبارک اسوہ میں ان کا نام و نشان تک نہیں ملتا۔ ان رسوم میں خصوصیت کے ساتھ مرنے والوں پر فاتحہ خوانی اور قُل اور چہلم اور حلقہ باندھ کر ختمِ قرآن کی رسوم خاص طور پر بڑے اہتمام کے ساتھ ادا کی جاتی ہیں اور انہیں نہ صرف موجبِ ثواب بلکہ ضروری خیال کیا جاتا ہے۔ اور مجھے بعض خطوط سے معلوم ہوا ہے کہ شاذ کے طور پر بعض ایسے کمزور اور ناواقف احمدی بھی (خصوصاً مستورات) جنہیں روحانیت اور علمِ دین کے لحاظ سے گویا بادیہ نشین کہنا چاہئے کبھی کبھی ماحول کے اثر کے ماتحت ایسی غیر مسنون رسوم میں مبتلا ہونے کی طرف جھک جاتے ہیں۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی اغراض میں سے ایک اہم غرض حضور کے الہاموں میں یہ بیان کی گئی ہے کہ :

یُحْیِ الدِّیْنَ وَیُقِیْمُ الشَّرِیْعَۃَ

یعنی حضرت مسیح موعودؑ اسلام کے مٹتے ہوئے نقوش کو دوبارہ زندہ کرے گا اور شریعت کو اپنی اصل صورت میں نئے سرے سے قائم کرے گا۔

پس احمدی بھائیوں اور بہنوں کو اس قسم کی تمام غیرمسنون رسوم سے قطعی پرہیز کرنا چاہئے ورنہ ہم پر نعوذباللہ وہ مثل صادق آئے گی کہ ’’چوں کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی۔‘‘

گو میں اس قسم کی غیر اسلامی رسوم میں کبھی شامل نہیں ہوا (اور میری دعا ہے کہ خدا تعالیٰ میری نسل بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کی ساری نسل کو بھی ایسی غیر مسنون رسوم سے بچا کر رکھے اور ہمیشہ حقیقی اور پاک و صاف اسلام پر قائم رکھے) مگر جو کچھ دوسروں سے ان رسوم کے متعلق سننے میں آیا ہے وہ یہ ہے کہ فاتحہ خوانی کی رسم تو یہ ہے کہ جب کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے تو اس کے جنازہ اور تدفین وغیرہ کے بعد اس کے عزیز و اقارب اور دوست و آشنا اور دور و نزدیک کے ملاقاتی مرنے والے کے مقام پر ہمدردی کے خیال سے وقتاًفوقتاً جاتے ہیں اور ہاتھ اٹھا کر ایک آدھ منٹ ہی میں ہاتھ نیچے کر کے یہ رسم ختم کر دیتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اس موقع پر سورۃ فاتحہ کی تلاوت کی جاتی ہے جسے فاتحہ خوانی کا نام دیا جاتا ہے۔ یا کسی فوت شدہ عزیز یا بزرگ یا قومی لیڈر یا مذہبی رہنما کی قبر پر جاکر اس قسم کی رسمی فاتحہ خوانی کی جاتی ہے۔ لیکن سارے قرآن کو دیکھ جاؤ اور ساری حدیثوں کو چھان مارو اور عہدِ نبویؐ اور زمانہ خلافتِ راشدہ کی ساری تاریخ کی ورق گردانی کر کے دیکھ لو اس قسم کی فاتحہ خوانی کا کوئی ثبوت بلکہ شائبہ تک نہیں ملتا۔ بے شک مرنے والوں کے لئے مغفرت اور درجات کی بلندی کی دعا کرنا مسنون ہے خواہ یہ دعا گھر پر کی جائے یا قبر پر جاکر کی جائے لیکن سورۃ فاتحہ میں تو اپنے لئے دعا ہوتی ہے نہ کہ مرنے والے کے لئے۔ اور پھر اسے اس قسم کی بے جان رسم کا رنگ دینا تو سراسر بدعت ہے جس کی ہماری شریعت میں کوئی سند نہیں ملتی۔ کوئی شخص خیال کر سکتا ہے کہ جنازہ کی نماز میں بھی تو سورۃ فاتحہ پڑھی جاتی ہے لیکن اول تو وہ ایک باقاعدہ مسنون نماز کا حصہ ہے دوسرے اس میں یہ سبق دینا مقصود ہے کہ خدایا! ہم اس صدمہ میں بھی تیرے شکرگزار رہتے ہوئے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہتے ہیں اور اپنے نیک انجام کے لئے تجھ سے دعا کرتے ہیں۔ اس لئے جہاں سورۃ فاتحہ کی تلاوت نماز جنازہ میں پہلی تکبیر کے بعدرکھی گئی ہے وہاں مرنے والے کے لئے دعا نماز جنازہ کی تیسری تکبیر کے بعد آتی ہے۔ فاتحہ خوانی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

’’رسمی فاتحہ خوانی درست نہیں یہ بدعت ہے۔ آنحضرتﷺ سے ثابت نہیں کہ اس طرح صف بچھا کر بیٹھتے اور فاتحہ خوانی کرتے تھے۔‘‘ (اخبار بدر 16 مارچ 1960ء)

اور دوسری جگہ فرماتے ہیں :

’’سوال یہ ہے کہ کیا نبی کریمؐ، صحابہ کرام یا آئمہ عظام میں سے کسی نے یوں کیا؟ جب نہیں تو پھر کیا ضرورت ہے خوانخواہ بدعات کا دروازہ کھولنے کی؟ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اس رسم کی کچھ ضرورت نہیں۔ جو لوگ جنازہ میں شامل نہ ہو سکیں وہ اپنے طور پر دعا کریں یا جنازہ غائب پڑھیں۔‘‘

(اخبار بدر 9 مئی 1960ء)

موت فوت کے متعلق دوسری عام رسم قُل کی ہے۔ مگر یہ بھی ایک سراسر بدعت ہے جس کی آنحضرتﷺ یا خلفاء راشدین یا صحابہ کرامؓ یا ابتدائی اولیاء و صلحاء عظام کے زمانہ میں قطعاً کوئی سند نہیں ملتی۔ بلکہ یہ رسم یقیناً ایک بدعت ہے جو بعد میں مُلّاں لوگوں نے اپنے فائدہ کے لئے ایجاد کر لی ہے۔ اس کی تائید میں کوئی قرآنی آیت یا کوئی حدیث یا کسی صحابی یا کسی مستند مسلّمہ امام کا قول نہیں ملتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

’’قل خوانی (جو مرنے والے کی وفات کے بعد تیسرے دن کی جاتی ہے) کی کوئی اصل شریعت میں نہیں ہے ....ہمیں تعجب ہے کہ یہ لوگ ایسی باتوں پر امید کیسے باندھ لیتے ہیں۔ دین تو ہم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا ہے اس میں ان باتوں کانام تک نہیں۔ صحابہ کرام بھی فوت ہوئے کیا کسی کے قل پڑھے گئے؟ صدہا سال کے بعد اور بدعتوں کی طرح یہ بھی ایک بدعت نکل آئی ہوئی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد3صفحہ605)

الغرض قُل کی رسم جو آج کل اتنی عام ہے کہ غیر از جماعت لوگوں میں مرنے والے کی وفات کے بعد اس کے وارثوں کی طرف سے لازماً مجلس قل کا اعلان ہو جاتا ہے۔ یقیناً یہ ایک بدعت سے زیادہ نہیں جس کی کوئی سند اسلامی شریعت میں نہیں ملتی۔ اس لئے جماعت احمدیہ کے مردوں اور عورتوں کو اس سے قطعی پرہیز کرنا چاہئے۔ ورنہ وہ اس سیدھے اور سادے اور پیارے مسلک کو کھو بیٹھیں گے جو ہمیں رسول پاکؐ کے لائے ہوئے اسلام نے سکھایا ہے۔

تیسری رسم چہلم کی ہے۔ جس میں کسی عزیز یا دوست یا بزرگ کی وفات کے چالیسویں دن مجلس جمائی جاتی ہے اور کھانا پکاکر مرنے والے کے نام پر لوگوں میں تقسیم کیا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس رسم کی بھی قرآن و حدیث اور صحابہ کرامؓ اور اولیاء عظام کے اقوال میں کوئی سند نہیں ملتی۔ محض ایک رسم ہے جو اسلام کے سادہ اور دلکش چہرہ کو بگاڑ کر قائم کر لی گئی ہے جس سے مرنے والے کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ مرنے والے کو صرف ان نیک اعمال کا اجر پہنچتا ہے جو اس نے اپنی زندگی میں خود کئے ہوتے ہیں یا ایسے اعمال کا ثواب پہنچتاہے جو وہ دنیا میں کیا کرتا تھا یا کم از کم ان کے کرنے کی نیت اور خواہش رکھتا تھا۔ مگر اپنی وفات کی وجہ سے ان کے جاری رکھنے یا انہیں بجا لانے سے معذور ہوگیا۔ اس صورت میں اگر مرنے والے کی طرف سے اس کا کوئی عزیز یا دوست یا وارث یہ عمل بجا لائے اور نیت یہ رکھے کہ اس کا ثواب مرنے والے کو پہنچے تو آنحضرتﷺ کے فرمان کے مطابق ایسے عمل کا ثواب مرنے والے کو پہنچ جاتا ہے۔ مگر شرط بہرحال یہی ہے کہ مرنے والا خود بھی اس عمل کی نیت یا خواہش رکھتا ہو۔ یا اسے اپنی زندگی میں بجا لایا کرتا ہو۔ ورنہ ایسا ہرگز نہیں کہ کسی بے دین اور بد عمل شخص کی وفات کے بعد اس کی طرف سے نیک عمل بجا لا کر یہ امید رکھی جائے کہ اسے اس کا ثواب پہنچ جائے گا۔ یہ ایک امید خام ہے جس کی شریعت میں کوئی سند نہیں۔ حدیث میں صاف آتا ہے کہ موت کے ساتھ مرنے والے کا عمل ختم ہو جاتا ہے اور صرف ایسی نیت کا اثر چلتا ہے جس سے کوئی نیک انسان مجبوری کی صورت میں محروم ہو گیا ہو۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام چہلم کی رسم کے متعلق فرماتے ہیں کہ: ’’یہ رسم (نبی کریمؐ اور صحابہ کرامؓ کی) سنت سے باہر ہے۔‘‘

(بدر 14 فروری 1907ء)

یہی اصول نیاز والی رسم پر چسپاں ہوتا ہے جس کی کوئی سند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا خلفاء راشدین یا صحابہ کرامؓ یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا آپ کے خلفاء کے زمانہ میں نہیں ملتی۔ البتہ کبھی کبھی کسی ایسے بزرگ کی طرف سے کھانا پکا کر ہمسایوں اور غرباء کو کھلانا جو خود اپنی زندگی میں غرباء کی امداد پر عامل رہا ہو جائز ہے۔ بشرطیکہ اسے رسم کا رنگ نہ دیا جائے اور نہ ہی اس کے لئے کوئی خاص دن مقرر کیا جائے۔ جس کے نتیجہ میں لازماً آہستہ آہستہ رسم کا رنگ پیدا ہو جاتا ہے جسے اسلام ہرگز پسند نہیں کرتا ہے۔ موجودہ مسلمانوں کی عملی حالت کو انہیں رسوم نے تباہ کیا ہے اور ایک سادہ اور پاک مذہب کی صوت بگاڑ کر رکھ دی ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر حضرت سرورِ کائنات خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) زندہ ہوکر اس دنیا میں دوبارہ تشریف لائیں تو آپ نہ تو موجودہ مسلمانوں کے اسلام کو اپنے لائے ہوئے دین کی صورت میں پہچان سکیں گے اور نہ ہی موجودہ زمانہ کے عام مسلمانوں کو اپنی امت کے افراد یقین کر سکیں گے۔ افسوس صد افسوس کہ بدعتوں کے بے پناہ داغوں نے اسلام کی پیاری صورت کو کس طرح بگاڑ رکھا ہے۔!!!

چوتھی رسم ختم قرآن کی ہے۔ اس جگہ قرآن خوانی سے گھروں میں یا نماز کے اوقات میں یا مسجدوں میں کلام پاک کی تلاوت مراد نہیں۔ وہ تو سراسر رحمت ہے۔ بلکہ حقیقتاً مومن کی روح کے اطمینان کی کنجی ہے۔ بلکہ میری مراد اس جگہ ختم قرآن سے وہ رسمی قرآن خوانی ہے جو کسی فوت ہو نے والے

کے ثواب کی خاطر حلقہ باندھ کر مکانوں میں یا قبروں پر کی جاتی ہے۔ اس قسم کی رسمی تلاوت قرآن و حدیث یا صحابہ کرامؓ کے اقوال و افعال میں قطعاً کوئی سند نہیں ملتی۔ یہ باتیں یقیناً بعد کی ایجا د کی ہوئی بدعتیں ہیں جو لوگوں نے زمانہ نبوی سے دوری کے نتیجہ میں از خود اختراع کر لی ہیں۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں :

”مُردہ پر قرآن ختم کرانے کا کوئی ثبوت نہیں۔ صرف دعا اور صدقہ میت کو پہنچتا ہے“ (بدر 16 مارچ 1904ء)

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

”قرآن شریف جس طرز سے حلقہ باندھ کر پڑھتے ہیں یہ سنت سے ثابت نہیں۔ ملاّں لوگوں نے اپنی آمد کے لئے یہ رسمیں جاری کی ہیں۔“ (الحکم 10 نومبر 1907ء)

الغرض یہ اور اسی قسم کی دوسری باتیں جن کا کوئی ثبوت قرآن مجید یا حدیث یا صحابہ کرامؓ کے اقوال و افعال میں نہیں ملتا اور نہ ہی کسی مامور مجدد کے طریق میں نظر آتا ہے۔ یہ سب خلافِ سنت رسوم اور فیج اعوج کے زمانہ کی بدعتیں ہیں جن سے جماعت احمدیہ کے افراد کو کلیتہً بچ کر رہنا چاہیئے۔ ایسی باتوں میں پڑنے سے انسان آہستہ آہستہ دین کے مرکزی نقطہ سے اکھڑ جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں آخری زمانہ میں اپنی امت کے فساد کا ذکر فرمایا ہے وہاں صراحت کے ساتھ فرمایا ہے کہ میری امت بہت سے فرقوں میں بٹ جائے گی اور جب صحابہؓ نے آنحضورؐ سے پوچھا کہ اس وقت حق پر کون ہو گا تو آپ نے فرمایا کہ :

مَا أَنَا عَلَيْهِ وَ اَصْحَابِیْ

یعنی حق پر وہ لوگ ہو ں گے جو میری اور میرے صحابہ کی سنت اور مسلک پر قائم ہوں گے۔

پس جماعت احمدیہ کو اس مبارک مسلک پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنا چاہیئے اور اس سے سرِمو انحراف نہیں کرنا چاہیئے۔ اور خدا کے فضل سے ایسا ہی ہے۔ والشاذ کالمعدوم۔ دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام بڑا پیارا اور عمل کے غرض سے بڑا سادہ مذہب ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ :

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (القمر:18)

یعنی ہم نے قرآنی تعلیم کو عمل کرنے کی غرض سے بہت آسان صورت دی ہے تو کیا اب بھی اے انسان! تو اس سے نصیحت حاصل کرنے کے لئے تیار نہیں؟

اسلام یعنی حقیقی اسلام کا خلاصہ یہ ہے (اور یہی وہ کھونٹا ہے جس کے ساتھ وابستہ رہ کر انسان یقینی طور پر نجات پا سکتا ہے) کہ انسان سب سے اول نمبر پر قرآن کو سامنے رکھے اور اس پر مضبوطی سے قائم ہو اور پھر تفصیل کے لئے سنت اور صحیح احادیث سے راہنمائی حاصل کرے۔ (جس کی تشریح کے لئے حضرت امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے فتاویٰ بھی بڑی قابل قدر چیز ہیں) اور اس زمانہ کے مسائل یا گزشتہ اختلافات کی گتھیوں کو سلجھانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کو مشعلِ راہ بنائے۔ جنہیں سرورِ کائنات فخرِ موجودات سیدِ ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت مسلمہ کے لئے حکم و عدل قرار دیا ہے۔ اس محفوظ قلعہ سے باہر جانے والے انسان کے لئے بالعموم ان معاملات میں اندھیرے میں بھٹکنے اور خلافِ شرع رسوم میں الجھنے کے سوا ور کچھ نہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

میں آج کل بیمار ہوں ان مسائل پر سیر کن بحث زیادہ تفصیل چاہتا ہے۔ اس لئے مجبوراً صرف اسی مختصر نوٹ پر اکتفا کرتا ہوں۔ جماعت کے مقامی امراء اور ضلع وار امراء کو چاہیئے کہ اپنے اپنے حلقہ میں اس بات کی کڑی نگرانی رکھیں کہ کوئی احمدی مرد یا احمدی عورت خلافِ سنت رسوم میں پڑ کر احمدیت کے منور چہرے کو داغ دار کرنے کا رستہ اختیار نہ کرے اور مَا أَنَا عَلَيْهِ وَ اَصْحَابِیْ کی حقیقت پر قائم رہے بلکہ نرمی اور محبت اور ہمدردی کے رنگ میں غیر از جماعت اصحاب کو بھی ان خلافِ اسلام رسوم کی دلدل سے باہر نکالنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اگر وہ مان لیں تو ان کے لئے یقیناً بہتر ہے۔

ورنہ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ۔

(روزنامہ الفضل 2 مئی 1960ء)

رانا مسرور مبارک

میرے پیارے ابو جان

تین برس بیت گئے میرے ابوجان مرحوم کو گئے ہوئے۔ ان تین سالوں میں مجھے ان سب باتوں پر غور کرنے کا موقع ملا جو میں نےان کی زندگی میں نہیں کی ہوں گی۔ ان کا ہنستا مسکراتا چہرہ ، باتوں میں چاشنی اور حکمت بھری ہوتی تھی۔ بچپن سے ہی ان کو دیکھا کہ اچھی باتوں پر حوصلہ افزائی کرتے اور شرارتوں پر سرزنش بھی ہوتی لیکن اس میں بھی ایک پیار کا انداز ہوتا ۔ سکول سے لے کر جامعہ کی پڑھائی تک ہر لحہ نصیحت اور پڑھنے لکھنے کی طرف ہی لے جانے والی باتیں ہوتیں ۔

ابوجان کے جانے کےبعد زندگی اب بھی رواں دواں ہے کچھ رُکا نہیں۔ لیکن دو ایسی جگہیں ہیں جہاں جاتے ہی سب کچھ نظروں کے سامنے آنے لگتا ہے ایک ہمارا لاہور والا گھر جہاں میں جامعہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد میدانِ عمل سے ایک ماہ خدمت کر کے جب واپس آیا تو انہوں نے گلے لگا کر کہا تھا کہ ”بیٹا مبارک ہو“اور دوسری جگہ وہ ہسپتال جہاں 26 مارچ کو مجھے کہنے لگے کہ میری قمر سے بات کرواؤ (قمر بھائی ہم سب بہن بھائیوں میں بڑے ہیں اور امریکہ میں مقیم ہیں)میں نے فون ملا کر دیا ۔ حال احوال جاننے کے بعد آپ نے بھائی سے کہا۔قمر! دیکھو تم بڑے ہو۔کل کو کچھ بھی ہو سکتا ہے گھبرانا نہیں ”اپنے پین پراواں نو کُنج کے رکھیں“(اپنے بہن بھائیوں کو اکٹھا کرکے رکھنا)۔یہ بات میرے کانوں میں آج بھی گونج رہی ہے اور بھائی بھی اس بات کا حق ادا کرنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔

ابو جان کی عادت تھی کہ رات کو سونے سے پہلے سارے بہن بھائیوں سے بات کرتے یا پھر ان کے بچوں سے دن میں ایک بار بات ضرور کرتے تھے۔ اس بات کا اظہار میرے بھائی نے بھی کیا جو پچھلے دنوں پاکستان آئے ہوئے تھےان کے بچے بھائی کو ڈیڈی کہہ کر پکار رہے تھےتو میرے بیٹے نے بھی ان کو ڈیڈی کہا۔ بھائی کو بھی اچھا لگا۔ بھائی کہنے لگے کہ ابوجان نے وفات سے پہلے مجھ سے بہت سی باتیں کی تھیں اسی لئے مجھے اپنے اندر وہی نظر آتے ہیں کہ سارے بہن بھائیوں اور ان کے بچوں کے ساتھ جس طرح ابو جان کا تعلق تھا میرا بھی ہو گیا ہے۔

سو باتوں کی ایک بات کہ ابوجان کے جانے کے بعد ایک شدید قسم کا احساس ہوتا ہے کہ یہ جوخلا پیدا ہو گیا ہے یہ کبھی نہ پُر ہونے والاخلا ہے۔اللہ تعالیٰ میرے والد مرحوم کی مغفرت فرمائے اور جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ از صفحہ 6۔حضرت قاضی فیروزالدینؓ

جائیداد سے محروم کر دیاہے جب یہ بات گاؤں کے دوسرے لیڈروں تک پہنچی تو انہوں نے قاضی خیر الدین پر دباؤ ڈالا کہ اپنے بیٹے کو جائیداد سے حصہ دو۔ جس پر آپ کے والد صاحب نے 48کنال رقبہ میں سے صر ف چھ کنال رقبہ آپ کو دیا۔

اللہ تعالیٰ کا کریمانہ سلوک

اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں سے نرالا سلوک کرتا ہے۔ آپ کی بیوی بگھی کی تین بہنیں تھیں۔ بھائی کوئی نہ تھا۔ قاضی فیروز دین صاحب نے اپنے خسر کی بہت خدمت کی اور دیکھ بھال کرتے رہے۔ ان کے حسن سلوک کو دیکھ کر انہوں نے اپنی ساری 50 کنال زمین آپ کے نام لگوا دی ۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے نعم البدل کے طور پر کئی گنا زیادہ زمین سے نوازا یہ ایسی زمین ہے کہ جس میں بکثرت چشمے ہیں۔

عبادت

آپ کو بچپن سے ہی عبادت کا شوق تھا۔ جنگل میں ایک غار میں عبادت کی جگہ مخصوص کی ہوئی تھی۔ اس میں چوڑے پتھر لگوائے ہوئے تھے۔ ان پر بیٹھ کر آپ عبادت کیا کرتے تھے۔ قرآن مجید بھی ساتھ لے جایا کرتے تھے۔ اور وہاں تلاوت بھی کیا کرتے تھے۔آپ باقاعدگی سے تہجد بھی پڑھاکرتے تھے دوسروں کو بھی تہجد پڑھنے کی تلقین کیا کرتے تھے۔

قرآن پاک سے عشق

آپ عاشق قرآن تھے آپ گھرسے دور ایک غار میں چلے جاتے تھے وہاں تلاوت اور عبادت میں مشغول رہتے۔ آپ نہایت خوش الحانی سے تلاوت کیا کرتے تھے۔ مولوی اللہ دتہ مولوی امام دین مرحوم کے والد تھے۔ ایک دن انہوں نے فرمایا کہ قاضی فیروز الدین کو بلاؤ تاکہ ان سے قرآن کریم سنوں۔

آپ نیک ، عبادت گزاراور پارسا بزرگ تھے۔حسب معمول جلسہ سالانہ پر شرکت کرتے۔ آپ کی عادت تھی کہ چھوٹے بچوں کو سلام کرنے میں پہل کرتے تھے اور جب بھی کوئی چھوٹا بچہ آپ کو آواز دیتا ”جی“ کا لفظ بو لتے تھے اور یہ لفظ ان کا مشہور تھا۔آپ خاندان حضرت مسیح موعودؑ اور علماءسلسلہ سے گہری محبت رکھتے تھے جب بھی مرکز سے کوئی مربی آتا اسے گھر بلا کر دعوت الی اللہ کرواتے۔

جہاں بھی چشمہ ہوتا آپ اس کے گرد دیوار بناکر باؤلی بناتے۔ آپ کے علاقہ کے گردو نواح میں کئی چشمے ہیں جن سے لوگ مستفید ہوتے ہیں۔

آپ کو بچپن سے باغبانی کا شوق تھا۔ آپ نے کیلوں کاایک باغ اپنے ہاتھ سے لگایا۔ جس کی شہرت آج بھی گردو نواح میں ہے۔

وفات

آپ 1955ء میں فوت ہوئے۔ اپنی وفات سے قبل مولوی امام الدین کے پاس جا کر اپنی متعدد خوابوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میں جلد دنیا سے رخصت ہوجاؤں گا۔ میرے لئے دعا خیر کرتے رہیں۔ اس کے بعد آپ جلد ہی فوت ہوگئے۔

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

محمد حسین شاہد۔مرحوم

حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی
حضرت قاضی فیروز الدینؓ (کوٹلی آزاد کشمیر)

حضرت قاضی فیروزالدینؓ ابن قاضی خیر الدین محلہ چوک قاضیاں گاؤں ندھیری موضع گوئی ضلع کوٹلی کے رہائشی تھے۔ آپ کے والد صاحب علاقہ گوئی کے امام تھے۔ آباؤ اجداد لوگوں کے معاملات کے فیصلہ جات کی وجہ سے قاضی کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ اس لحاظ سے آپ کی علاقے میں کافی عزت اور شہرت تھی۔

آپ کاقد لمبا، جسم دبلا پتلا، سینہ چوڑااور ریش مبارک سفید تھے۔

تعلیم

آپ نے دینی اور دنیوی ہر قسم کی تعلیم حضرت مولوی محبوب عالم سے حاصل کی جو کہ علاقہ ہذا کے پہلے احمدی اور حضرت مسیح موعودؑ کے صحابی تھے۔ آپ حضرت مولوی محبوب عالم کی رہنمائی سے قادیان تشریف لے گئے اور حضرت مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر بیعت کی ۔

بچپن

آپ کا بچپن نہایت صاف ستھرا گزرا۔ آپ اپنا وقت کھیل کودمیں صرف کرنے کی بجائے ذکر الٰہی اور عبادت میں مصروف رہتے۔ بچپن سے ہی سچ بولتے اور سچ بولنے کی تلقین کرتے۔ اپنے والد صاحب کے ہمراہ نمازوں کی پابندی کرتے اور ہر قسم کی لغویات سے اجتناب کرتے۔

آپ ہر وقت باوضورہتے جب بھی کوئی آپ کو آوازدے کر بلاتا چاہے بڑا ہو یا چھوٹا آپ جی کے لفظ سے اسے مخاطب ہوتے ۔ زبان نہایت شیریں تھی اور اخلاق کے اعلیٰ مراتب پر فائز تھے۔ ہر ایک آپ کے صدق اور اخلاق کا معترف تھا۔ جس کے ساتھ وعدہ کرتے پورا کرتے آپ ایک اعلیٰ شخصیت کے مالک گردانے جاتے تھے۔آپ عموماًشلوار قمیص پہنا کرتے تھے۔سر پر پگڑی یاٹوپی پہنا کرتے تھے۔

شادی و اولاد

آپ کی پہلی شادی محترمہ رانی بی بی سے ہوئی جن سے ایک بیٹی اور ایک بیٹا پیدا ہوا ۔بیٹا جب سترہ سال کا ہواتو فوت ہو گیا۔ ان کے بعد غلام بی بی نامی بیٹی پیدا ہوئی ۔ بوجوہ آپ کو علیحدگی اختیار کرنا پڑی۔

آپ کی دوسری شادی گجر برادری میں محترمہ بگھی بیگم صاحبہ سے ہوئی ان سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو 3بیٹے اور 3بیٹیاں عطا کیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔

مکرمہ خورشید بی بی، مکرمہ خدیجہ بی بی، مکرم عبدالرحیم، مکرمہ عینماں بی بی، مکرم عبد العزیز اور مکرم عبدا للطیف ۔

مکرم عبدا للطیف اور مکرمہ خدیجہ بی بی دونوں عہدِشباب میں وفات پا گئے تھے۔

آپ کی سب سے بڑی بیٹی خورشید بی بی اولاد کی نعمت سے محروم رہیں۔ جب آپ کی عمر 100سال کے قریب پہنچی تو ایک لڑکے کے ذریعہ جماعت احمدیہ کی صداقت کے نشان دیکھے اور بیعت کرلی ۔آپ کے بیٹے عبدالرحیم جو پیدائشی احمدی تھے ان کی اولاد خدا کے فضل سے احمدی ہے۔ آپ کے بیٹے مکرم عبدالعزیز کو اللہ تعالیٰ نے سات بیٹوں سے نوازا۔

آپ کی تیسری شادی مکرمہ خواج بی بی سے ہوئی ۔ جن کا تعلق مغل خاندان سے ہے ان سے کوئی نرینہ اولاد نہ ہوئی۔

بیعت

حضرت مولوی محبوب عالم جب بیعت کر کے اپنے گاؤں ندھیری تشریف لائے تو آپ کے تمام شاگرد آپ کی ملاقات کے لئے آئے بعض روایات کے مطابق حضرت محبوب عالم ابتداء میں حضرت قاضی صاحب کے ہاں مقیم رہے۔ جب شاگرد آپ سے ملنے آتے تو آپ ان کو فرماتے: ’’قادیان چلے جاؤ اور حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کرو‘‘ اس پر قاضی صاحب اپنے ایک عزیز ساتھی کے ہمراہ سونا گلی سے راجوری کے راستے پیدل لمبی مسافت طے کرنے کے بعد اپنے ایک عزیز قاضی بہادر علی کے ہمراہ (جوکہ قاضی عبدالرحیم کے سسر تھے) قادیان پہنچے اور حضرت مسیح موعود کی بیعت کا شرف حاصل ہوا۔

چنانچہ آپ دونوں کچھ عرصہ حضرت مسیح موعودؑ کی روح پرور تقاریر سے مستفید ہوتے رہے پھر ان برکتوں کو لے کر واپس لوٹے۔

ایمان افروز واقعات

حضرت قاضی فیروز الدین دمہ کے مریض تھے ۔ ایک دن حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں عرض کی ۔ مجھے ایک عرصہ سے دمہ کی مرض ہے حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ شفا عطا فرمائے اور یہ مرض دور ہو جائے۔ حضور نے دعا فرمائی ’’اللہ تعالیٰ شفا دے گا‘‘ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو معجزانہ شفا عطا فرمائی اور دوبارہ آپ کو کبھی یہ بیماری لاحق نہیں ہوئی۔ آپ اکثر قبولیت دعا کے اس واقعہ کا ذکر فرمایا کرتے رہتے تھے کہ مسیح پاک کی دعا سے مجھے شفا ہوئی اور مرض جاتا رہا۔

شدید مخالفت

حضرت قاضی فیروز الدین صاحب جب بیعت کرکے اپنے گھر واپس آئے تو آپ کو اپنے والد قاضی خیر الدین کی طرف سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ آپ کے دوسرے بہن بھائیوں نے بھی شدید رد عمل کا اظہار کیا اور آپ کو نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھنے لگے۔ ہر لحاظ سے آپ کا بائیکاٹ کیا گیا آپ کے والد نے آپ کو عاق کرکے وراثتی حقوق سے محروم کردیا۔ کہنے لگے تم میری رسی سے نکل گئے ہو اور مذہب چھوڑ دیا ہے۔

آپ کے والد صاحب کی زمین48کنال تھی انہوں نے عاق کرکے اس وراثتی حق سے محروم کردیا۔ اس وقت غربت کا دور دورہ تھا آپ نے انتہائی مشکل وقت گزارا۔ ذریعہ معاش صرف کھیتی باڑی تھا آپ کے والدصاحب ایک یا دو روٹیاں بھیج دیتے تھے۔ دس سال کا عرصہ آپ نے بڑی مشکل سے گزارا۔

مہمان نوازی کا واقعہ

ایک دفعہ دو بازی گرہ آپ کے گھر ٹھہرے۔ وہی کھانا جو والد صاحب کے ہاں سے آتا تھا۔ دونوں مہمانوں کو کھلا دیا اور میاں بیوی دونوں بھوکے رہے دوسرے روز جب صبح کا ناشتہ آیا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کھانا گھر میں نہیں بناتے؟ آپ نے ان کو سارا ماجرا سنایا کہ میں نے امام مہدی کی بیعت کر لی ہے ۔ اس پر والد صاحب نے ناراض ہو کر مجھے جائیداد سے عاق کر دیا ہے ۔ صرف ایک یا دو روٹیاں کھانے کے لئے بھجواتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ ناشتہ ہم نہیں کھائیں گے۔ آپ چونکہ رات سے بھوکے ہیں ۔ آپ کھا لیں اس کے بعد مہمان ناشتہ کئے بغیر آپ کے والد کے پاس چلے گئے اور ان سے کہنے لگے آپ بہت ظالم آدمی ہیں اپنے بیٹے کا حصہ دوسروں کو دے رہے ہیں۔ آپ کے والد صاحب نے کہا جب تک امام مہدی کا انکار نہیں کرتے ۔ اس وقت تک میں انہیں حصہ نہ دوں گا۔ مہمانوں نے اس واقعہ کا ذکر دوسرے لوگوں سے بھی کیا کہ قاضی خیردین بہت ظالم آدمی ہے ۔ اس نے اپنے بیٹے کو

باقی صفحہ 5 پر

4۔اپریل 2020ء

		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:56	18:36
مدینہ منورہ		04:53	18:39
قادیان		04:50	18:50
ربوہ		04:30	18:32
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:31	19:41